بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

مسلمانوں کا جب اقبال مندی کا دور تھا تو ان کا عملی تجربہ یہ تھا کہ ؏

بہ دریا در منافع بے شمار است

ان کے سامنے ان کے پروردگار کا یہ فرمان تھا کہ

اللّٰهُ الَّذِی سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (الجاثیة، آیت ۱۲)	وہی اللہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے لئے مسخر کردیا ہے، تاکہ اس کے حکم سے اس میں جہاز چلیں اور تم (بحری تجارت کے ذریعہ) اس کا فضل و کرم ڈھونڈو اور اس کے شکر گزار ہو۔

صرف یہی نہیں کہ بین الاقوامی تجارت اور اس سے حاصل ہونے والے فضلِ ربی کا انحصار بحری راستوں پر ہے، بلکہ سمندروں میں خود اللہ کی نعمتیں ہیں: قسم قسم کی مچھلیاں جن کے "لحم طری" کو چھوڑ کر ہم گوشت خوری ہی کو مسنون سمجھ بیٹھے ہیں، اور طرح طرح کے موتی اور جواہرات جو سامانِ زینت ہیں اور قومی دولت۔

وَهُوَ الَّذِی سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُونَهَا	اور وہی اللہ ہے جس نے سمندر کو مسخر کردیا ہے تاکہ تم اس میں نکال کر تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے اپنے زیب و زینت کے

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (النحل آیت ۱۴)

سامان نکالو جن کو تم پہنتے ہو، اور دیکھو تو کس طرح جہاز سمندر کا سینہ چیرتے پھاڑتے چلے جاتے ہیں، تاکہ تم اللہ کا فضل حاصل کرو اور اس کے شکر گزار ہو۔

بحری سفر اور اس کے متعلقات کے بیان میں قرآن حکیم کو اس قدر تاکید مقصود ہے کہ اس نے فلک (جہاز) کا ذکر اٹھائیس ۲۸ جگہ کیا ہے۔ جب کہ کشتی صحرا یعنی اونٹ کا بیان صرف دو جگہ ہے وہ بھی شاید پُرلطف تعریض کا پہلو لئے ہوئے کہ أفلا ینظرون الی الابل کیف خلقت (الغاشیۃ، آیت ۱۷) "کیا یہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسی اس کی بناوٹ ہے" ہم نے جہاز کو چھوڑ کر اونٹ کو اسلامی شعار بنالیا ہے۔ شاید اس لئے کہ ہمارے ملّی کوائف کو اس سے وضعی نسبت حاصل ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بین الاقوامی بحری تجارت کی اہمیت کا جتنا شدید احساس تھا، اس کا اندازہ ہجرت حبشہ، سریۂ سیف البحر، غزوۂ بدر سے پہلے کے سرایا، خود غزوۂ بدر اور سیرت طیبہ کے بعض دوسرے اہم واقعات کے بہ نظر غائر مطالعہ سے ہوسکتا ہے کہ ان سب کا بنیادی تعلق قریش کی بین الاقوامی تجارت کے بحری ناکوں سے تھا۔ قریش کا غرور و استبداد، ان کی جہالت و سرکشی ان کے اس تجارت میں شریک ــــ اور وہ بھی شریک غالب ـ ہونے کی وجہ سے تھی، اس کا ازالہ کرنے کے لئے ان کی تجارتی ناکہ بندی ضروری تھی۔ یہ مضامین طویل بحث و تحیص کے محتاج ہیں، جس کا یہ موقع نہیں۔ لیکن ہم یہاں اس معاہدہ کا حوالہ ضرور دیں گے جو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے اپنے زمانے کی سب سے اہم بندرگاہ أیلہ کے حاکموں سے کی تھی۔ یہ بندرگاہ بحیرۂ قلزم کے اس سرے پر واقع ہے جہاں ایک مختصر سی خاکنائے کے بعد بحیرۂ روم اور بحر اطلانتک کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، یہی وہ مقام ہے جس کا ذکر قرآن حکیم کی سورۂ الرحمٰن میں اللہ کی نعمتوں کے ذیل میں آیا ہے (مرج البحرین الآیۃ) اور یہی وہ جگہ ہے جہاں نہر سویز کی کھدائی نے دنیا کی تاریخ کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیا۔ یہیں مشرق اور مغرب کے سمندروں کی تجارت کا سب سے اہم اور نازک ناکہ تھا اور راس امید کے ذریعہ بحری راستہ دریافت ہوجانے کے بعد بھی اب تک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں، جو "ینظر بنور اللہ" کی مجسم تفسیر تھی، بین الاقوامی بحری و برّی تجارت کا یہ سارا نقشہ موجود تھا۔ چنانچہ انہوں نے

أیلہ کے حکام سے یہ معاہدہ کیا کہ

هذه أمَنَةٌ من الله ومحمد النبي رسول الله ليُحَنّه بن رُؤبة واهل أيلة سفنهم وسيّاراتهم في البرّ والبحر لهم ذمّة الله ومحمد النبي ومن كان معهم من اهل الشام واهل اليمن واهل البحر فمن احدث منهم حَدَثًا فانه لايحول ماله دون نفسه وانه طيّبٌ لمن أخذه من الناس وانه لايحلّ أن يُمنعوا ماءً يردونه ولا طريقًا يريدونه من برٍّ أو بحرٍ (سیرۃ ابن هشام شائع کردہ محمد محی الدین عبدالحمید، ج ۴، ص ۱۸۱، مجموعة الوثائق السياسية، ڈاکٹر حمید اللہ، قاہرہ ۱۹۴۱ء نمبر ۳۱)

یہ امان نامہ ہے اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ کی جانب سے یوحنا بن رؤبہ اور تمام اہل أیلہ کے نام۔ ان کے جہازوں اور ان کے برّی و بحری راستوں کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول محمد پر ہے۔ اس ذمہ داری میں اہل ایلہ کے وہ حلیف بھی شامل ہیں جو اہلِ شام، اہلِ یمن اور دوسرے جہازرانوں میں سے ہیں۔ اگر ان معاہدین میں سے کسی کی طرف سے عہد شکنی ہوئی تو قصاص کے ذریعہ جان بخشی نہ ہوگی اور اس عہد شکن کا مال جس کے ہاتھ لگے اس کے لئے حلال ہو جائیگا۔ ان معاہدین کے لئے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے رہے ہیں بدستور کھلی رہیں گی۔

قرآن وسنّت کی اس رہنمائی میں مسلمانوں نے صدیوں سمندر پر حکمرانی کی۔ لیکن اسلامی معاشرے میں عزلت گزینی، دنیا گریزی اور زہد کے نام پر تن آسانی کے عناصر بھی پرورش پاتے رہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی واضح ہدایات کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بحری سفر کے خلاف حدیثیں منسوب کی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بحری حملوں سے اجتناب کی حکمت عملی کو غلط معنی پہنائے گئے۔ مسلمان جہازرانوں کے کارناموں کو تاریخ اسلام کے صفحات کی زینت بننے سے محروم رکھا گیا۔ کیونکہ اسلامی بحری بیڑہ کا قیام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رض اور معاویہ بن ابی سفیان رض جیسی متنازعہ فیہ شخصیتوں کا رہون منت تھا اور بعد میں بحری تجارت اور جہازرانی زیادہ تر ان لوگوں کے ہاتھوں چلی گئی تھی جو دارالاسلام کی مرکزی قوت کے جبر و تشدد سے دور رہنا چاہتے تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب تاریخ اسلام میں نری خشکی ہی خشکی ہے، تری کا نام نہیں۔

پانی سے ڈرنے کی یہ بیماری پھیلتی ہی چلی گئی جس کا انجام یہ ہوا کہ پرتگال، اسپین، ہالینڈ، فرانس اور برطانیہ کے جہاز راں رفتہ رفتہ دنیا کے سمندروں پر قابض ہوگئے۔ سمندر پر قبضہ کا نتیجہ ساحل پر تسلط اور بالآخر براعظموں کی فتح کی شکل میں ظاہر ہونا لازمی اور لابدی امر تھا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اس سارے عرصہ میں ہمارے مغلیہ، صفویہ اور عثمانی سلاطین عظام اس خیال میں مگن رہے کہ "گنج عافیت ہے سلامت برکنار رست"۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ ان کا کنار دریا کی سلامتی کا خیال محض خواب تھا۔ بلکہ اضغاث احلام

یہ ضرور ہے کہ اس آخری دور میں مسلمانوں نے مشرق میں چنگ ہوا در مغرب میں باربروسا جیسے اولوالعزم امیرالبحر پیدا کئے۔ مگر یہ بجھتی ہوئی شمع کی آخری بھڑک تھی اور جاں بہ لب مریض کا آخری سنبھالا۔

اب کہ ہم پھر سیاسی طور پر آزاد ہیں۔ ہمیں "بہ دریا در منافع بے شمار ست" کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے "بہ دریا غلط و با موجش در آویز" کے پیام اقبال پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ بالخصوص ہم پاکستانیوں کے لئے تو سمندر کی لہریں رگہائے جاں کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہمارے مغربی اور مشرقی حصوں کے درمیان بری اور ہوائی سلسلہ ہائے حمل و نقل ہمارے حریفوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ ہماری ملکی وحدت اور ملی سالمیت کا انحصار بحری راستوں پر ہے۔

مقام مسرت ہے کہ حال ہی میں جہاز رانی کی قومی کمپنی قائم کی گئی ہے جہاز سازی کی صنعت کو وسعت دی گئی ہے، پاکستانی بحریہ میں آبدوز کشتیوں کے اضافہ کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ یہ سب فال نیک ہے، لیکن ان مساعی کی رفتار کو تیز سے تیز تر کرنا ہے۔ پچھلی کئی صدیوں کی غفلت کی تلافی کرنی ہے۔ قوم کو SEA - MINDED بنانا ہے، ان بلند مقاصد کے حصول کے لئے ہمارے علماء اور خاصکر مؤرخوں کو اسلام کی بحری تاریخ کے گمشدہ اوراق کو تلاش کرنا ہے۔ کیا وہ اس کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمن۔ آیت ۲۴)

(اور اسی کے ہیں اونچے اونچے جہاز جو سمندروں میں پہاڑوں جیسے بلند و پرشکوہ بادبان اٹھائے پھرتے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔)